17

جماعت احمدیہ کا ہر فرد بیدار ہو

(فرمودہ ۱۵- مئی ۱۹۳۱ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

قریباً ایک ماہ بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ عرصہ ہو گیا ہے کہ میں نے اسی مسجد میں قادیان کے احباب کے سامنے خطبہ جمعہ پڑھا تھا- اس وجہ سے کئی ایسی باتیں ہیں جن کے متعلق میں کچھ کہنا چاہتا ہوں لیکن وہ تمام باتیں ایک دن میں ختم نہیں ہو سکتیں پھر نئی نئی باتیں پچھلی باتوں کو پیچھے ڈال دیتی ہیں اور تازہ باتوں کو مقدم کرنا پڑتا ہے- چنانچہ میں نے پہلے ایک خطبہ کہا اور اس سلسلہ میں بعض اور خطبات کہنے کا وعدہ کیا تھا لیکن بعد میں آنے والے واقعات اس رنگ میں زور پکڑ گئے کہ انہوں نے میری ساری توجہ اپنی طرف کھینچ لی- پس میں اب بھی نہیں کہہ سکتا کہ پچھلے دنوں جو واقعات ہوئے ان کے متعلق میں پورے طور پر بیان کر سکوں گا یا نہیں- مگر بہرحال جو کچھ میں کہہ سکتا ہوں اس وقت تک کہ اللہ تعالیٰ ایسی باتیں پیدا کر دے جو ان باتوں سے زیادہ توجہ کی مستحق اور ان سے مقدم کرنے کے قابل اور اپنے وقت کے لحاظ سے ضروری ہوں بیان کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں- آج میں بوجہ اس کے کہ وقت زیادہ ہو چکا ہے اور اب ہم ایسے وقت میں سے گزر رہے ہیں کہ اگر خطبہ کو طول دیا جائے تو عصر کا وقت آجائے نہایت اختصار کے ساتھ اپنے دوستوں کو اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ جب کوئی قوم کسی عظیم الشان کام کے لئے کھڑی ہوتی ہے تو اس کی دشمنی بھی بہت زیادہ ہو جاتی ہے بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ جتنا بڑا کام اور مقصد کسی جماعت کے سامنے ہوتا ہے اتنی ہی زیادہ اس کی مخالفت بھی ہوتی ہے- بالکل اسی طرح جیسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جتنے زیادہ فضل ہونے والے ہوں. اتنے ہی زیادہ اس کی طرف سے ابتلاء

بھی پیدا کئے جاتے ہیں۔

ہم رسول کریم ﷺ کی زندگی کا اگر پہلے انبیاء کی زندگیوں سے مقابلہ کر کے دیکھیں اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا بعض اور انبیاء کی زندگی سے مقابلہ کریں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا ان کے قریب کے نبیوں کی زندگی سے مقابلہ کریں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ جتنا بڑا کوئی رسول ہوا اتنے ہی زیادہ ابتلاء اور مشکلات اس کے کے سامنے پیش آئے۔ پس اگر ہم یہ صحیح طور پر سمجھتے ہیں اور اس میں ہمارے نفسوں کا دھوکا یا غلطی نہیں کہ ہماری جماعت کے ذمہ ایسا عظیم الشان کام ہے جو رسول کریم ﷺ کے ماننے والوں کے علاوہ کسی اور کے سپرد نہیں ہوا اور دراصل یہ سلسلہ ہے ہی رسول کریم ﷺ کے سلسلہ کی شاخ اور آپ ؐ کی بعثت کا دوسرا ظہور تو لازماً دوسرا ظہور اپنی مشکلات کے لحاظ سے پہلے ظہور کے مشابہ ہونا چاہئے اور دوسرا ظہور اپنی مشکلات میں پہلے ظہور کے مشابہ ہے اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ دوسرا ظہور اپنی مشکلات اور مصائب میں پہلے ظہور سے بڑھ کر ہے یا پہلا ظہور دوسرے ظہور سے اپنی مشکلات میں بڑھا ہوا تھا۔ بلکہ دونوں آپس میں مشابہ ہیں اور ایسے مشابہ کہ ایک ماں کے توام بچے بھی آپس میں ایسے مشابہ نہیں ہوتے۔ توام بچے پھر دو ہوتے ہیں مگر الٰہی سلسلے ہمیشہ ایک ہی کہلاتے ہیں دو نہیں ہوتے۔ پھر توام بچوں کے جسم جدا ہوتے ہیں اور روح بھی جدا مگر الٰہی سلسلوں کے جسم تو دو ہوتے ہیں مگر روح ایک ہی ہوتی ہے۔ پس ہم نہیں کہہ سکتے کہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ کے لوگوں کو اس زمانہ کے لوگوں کی نسبت زیادہ کام تھا۔ یا ان کے راستہ میں زیادہ مشکلات اور زیادہ روکیں تھیں اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ اس زمانہ کے لوگوں کو زیادہ کام ہے یا ان کے راستہ میں ان سے زیادہ روکیں ہیں کیونکہ دونوں ایک ہی قسم کے سلسلے ہیں۔ ان دونوں کی جڑھ ایک ہی ہے مگر شاخیں مختلف ہیں۔ پس دونوں سلسلے اپنی مخالفت اور ان روکوں میں جو دشمنوں کی طرف سے پیدا کی جاتی ہیں۔ آپس میں مشابہ ہیں۔ اگر ہم یہ تسلیم کریں اور یقینی طور پر تسلیم کریں اور ایمان رکھیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کی امت ہیں ہم میں اور صحابہؓ میں کچھ فرق نہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود علیحدہ وجود نہیں بلکہ رسول کریم ﷺ کا ہی وجود ہے تو لازماً ہمیں یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ ساری مشکلات جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے آئیں ہمارے سامنے بھی آئیں گی۔

پس ہم ایک منٹ کے لئے بھی یہ وہم نہیں کر سکتے کہ ہمارا راستہ آسان اور ہماری مشکلات کم

ہیں۔ اگر فی الواقع ہماری مشکلات تھوڑی ہیں اور ہمیں ان مصائب کا سامنا نہیں جن کا سامنا صحابہؓ کو کرنا پڑا تھا تو ہم رسول کریم ﷺ کی امت بھی نہیں اور نہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپکے بروز ہو سکتے ہیں کیونکہ ممکن نہیں کہ رسول کریم ﷺ دوبارہ دنیا میں آئیں مگر ابو جہل نہ آئے۔ جس طرح ممکن نہیں کہ موسیٰؑ آئے مگر فرعون نہ آئے اسی طرح ناممکن ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ تو آجائیں مگر عتبہ اور شیبہ وغیرہ نہ آئیں۔ اللہ تعالیٰ کی سنت یہی ہے کہ جب آدم مبعوث ہو تو ابلیس بھی آئے۔ اور جب محمد رسول اللہ ﷺ آئیں تو ابو جہل اور دوسرے معاند بھی پیدا ہوں۔ پس جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بروز ہیں محمد رسول اللہ ﷺ کے تو اس زمانہ میں ضروری ہے کہ عتبہ، شیبہ، ابو جہل اور دوسرے دشمن بھی پیدا ہوں اور ہمیں ان کا مقابلہ کرنا پڑے۔ مجھے متواتر اپنی جماعت کو بیدار کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور بتانا پڑتا ہے کہ ان کے سامنے ایک ایسا عظیم الشان کام ہے جس کے لئے دن اور رات کی محنت کی ضرورت ہے۔ قسم قسم کی روکیں ہیں جو ہمارے راستہ میں حائل ہیں ہر قسم کے دشمن ہیں جو چاروں طرف سے ہمارا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ میں جانتا ہوں اتنی بیداری تو کم از کم ہماری جماعت میں ضرور موجود ہے کہ جب توجہ دلائی جائے تو گو بعض پھر بھی سوئے رہتے ہیں مگر اکثر اٹھ بیٹھتے ہیں اور کام کرنا شروع کر دیتے ہیں مگر کچھ عرصہ کے بعد وہ پھر سو جاتے ہیں اور ان مشکلات کو نظر انداز کر دیتے ہیں جو ان کے سامنے ہیں۔ اور کئی تو ایسے ہیں جو خواہش رکھتے ہیں کہ بجائے سخت راستہ پر چلانے کے میں انہیں آرام دہ راستہ پر چلاؤں اور بجائے مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے کہنے کے آرام و آسائش کی زندگی بسر کرنے دوں۔ ایسے لوگوں کو نظر انداز کر کے باقیوں کی یہ حالت ہے کہ جب توجہ دلائی جائے تو بیدار ہو جاتے ہیں اور گو یہ حالت ایسی خوش آئند نہیں جس پر اطمینان کیا جاسکے لیکن بہرحال یہ حالت مُردنی پر دلالت نہیں کرتی گو اسے اعلیٰ درجہ کی زندگی بھی نہیں کہا جاسکتا۔ مگر بہت سے ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے اندر کامل زندگی پیدا کرلی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں اگر کوئی بھی خلافت نہ ہوتی سلسلے کا کوئی بھی نظام نہ ہوتا تب بھی وہ اسی ذوق شوق سے کام کرتے کیونکہ انہوں نے محسوس کرلیا ہے کہ سلسلہ کا کام کسی خاص شخص کا کام نہیں بلکہ اس کی ذمہ داری ہر شخص پر عائد ہوتی ہے اور ہم میں سے ہر ایک کو ایسا ہونا چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو ذمہ دار سمجھ کر سلسلہ کا کام کرے۔ اس میں کیا شبہ ہے کہ بغیر اچھے سوار کے اچھی طرح گھوڑا نہیں چلتا مگر اس میں بھی کیا شبہ ہے کہ اچھے سوار کے لئے اچھے گھوڑے کی بھی

ضرورت ہوتی ہے اور وہ بغیر اچھے گھوڑے کے اپنے کمال کا اظہار نہیں کر سکتا۔ پس اسی طرح اگرچہ یہ صحیح ہے کہ خلافت کے بغیر سلسلہ کی ترقی نہیں ہو سکتی مگر خلیفہ کو جب تک اخلاص رکھنے والے اور قربانی کرنے والے کارکن نہ ملیں خلافت بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ یہ دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں۔ خلافت کی مثال گاڑی بان کی ہے اور لوگوں کی مثال گھوڑوں کی۔ جس طرح بغیر اچھے گھوڑوں کے گاڑی نہیں چل سکتی اور بغیر گاڑی بان کے گھوڑے بھی نہیں چل سکتے اسی طرح ضروری ہے کہ سلسلہ میں خلافت حقہ قائم رہے مگر یہ بھی ضروری ہے کہ ایسے لوگ بھی پیدا ہوتے رہیں جو دین کے کام کو اپنی ضروریات سے بہت زیادہ اہم خیال کریں۔ ایسے لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام مشکلات کا جو ان کے سامنے ہوں اندازہ لگائیں اور ان کے مطابق اپنی حفاظت کا انتظام کریں۔ ایک جرنیل اسی وقت ہوشیار اور کامیاب جرنیل سمجھا جاتا ہے جب وہ دشمن کی فوج کی خبر رکھے اور پتہ لگاتا رہے کہ مقابلہ میں کتنی فوج ہے کہاں کہاں پڑی ہے اور کہاں کہاں سے حملہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

ہماری جماعت بھی اسی وقت اپنے مقصد میں کامیاب ہوگی جب اپنے دشمنوں کی تیاریوں کی خبر رکھے گی ان کی نقل و حرکت سے آگاہ رہے گی اور پھر مقابلہ کرنے کے لئے تیاری کرے گی۔ نہایت خطرناک نقص ہماری جماعت میں یہ پیدا ہو گیا ہے کہ وہ سمجھتی ہے ہم بالکل مأمون ہیں اور ہمیں کسی قسم کا خطرہ نہیں۔ سوائے ان نیم مجنونوں کے جو ہر شخص کو اپنا دشمن سمجھنے لگتے ہیں جو عقلمند ہیں اور جنہیں اپنے حقیقی دشمن کا پتا ہونا چاہیئے وہ بھی اپنے دشمنوں کا علم نہیں رکھتے۔ میں اسے ان کی حسن ظنی پر محمول نہیں کرتا بلکہ اس بارے میں طبیعت میں عدم میلان کی وجہ سے یا صحیح طور پر سلسلہ کی ترقی کے لئے جن امور کا علم حاصل ہونا ضروری ہے ان سے ناواقفیت کی وجہ سے وہ اپنے دشمنوں کی سرگرمیوں سے آگاہ رہنے کی کوشش نہیں کرتے حالانکہ جس طرح رسول کریم ﷺ کے بیرونی دشمن تھے اسی طرح اندرونی دشمن بھی تھے اور جس طرح وہاں دشمن اور منافق پائے جاتے تھے اسی طرح ہماری جماعت میں بھی ہیں۔ پھر جس طرح اس وقت ہر مذہب اسلام کے مقابل کھڑا تھا اور ابراہیمی پیشگوئی کے مطابق اسماعیل کے بھائیوں کی تلوار اس کے سامنے کھچی ہوئی تھی اسی طرح ضروری تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی تمام فرقوں میں سے ایک حصہ کی تلوار آپ کی جماعت کے مقابل پر کھچی ہوتی۔ خواہ وہ دشمن سکھوں میں سے ہوں یا ہندوؤں اور عیسائیوں میں سے۔ پھر جس طرح رسول کریم ﷺ

کے زمانہ میں کچھ لوگ اندرونی طور پر فتنے پیدا کرتے .ابلیس کی طرح لوگوں میں تفرقہ ڈالتے اور ان کے ایمانوں کو خراب کرتے اور بیرونی دشمنوں کو مسلمانوں کے خلاف ابھارتے اسی طرح اس زمانہ میں بھی ایسے منافق لوگوں کا پیدا ہونا ضروری تھا- مگر کتنے ہیں جو ان اندرونی دشمنوں سے آگاہ ہیں- ہر قوم ہمارے خلاف تیاریاں کر رہی ہے اور اندرونی دشمن الگ ہیں جو فتنہ پیدا کرنے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں مگر بہت لوگ ان دشمنوں سے آگاہ نہیں رہتے- قادیان میں ہی مستریوں کا فتنہ کبھی اتنا ترقی نہ کرتا اگر وقت پر لوگ ان کی دشمنی سے آگاہ ہو جاتے چونکہ لوگوں کو ناواقفیت ہوتی ہے اس لئے بعض ایسے منافقوں کی تائید کر دیتے ہیں- یہاں قادیان میں ہی ایک منافق آدمی نہایت شدت سے مخالفت کے سامان کرتا رہتا ہے مگر ہمارے وقف کنندگان میں سے ایک نے اس کے ذکر پر میرے متعلق کہا کہ ان کو کیا معلوم ہم خوب جانتے ہیں یہ منافق نہیں بلکہ بڑا مخلص ہے حالانکہ اگر وہ ذرا بھی اپنی آنکھوں کو کھول کر دیکھتا تو اس کے لئے اس کا نفاق سمجھنا کچھ بھی مشکل نہ تھا- تم میں ایسے لوگ موجود ہیں جو صبح اور شام پولیس کے پاس جاتے ہیں اور ان سے ملتے ہیں- رات اور دن ان کا کام ہی یہ ہے کہ پولیس سے ملتے ہیں اور ان کے ملنے کی غرض محض یہ ہوتی ہے کہ جماعت کے متعلق جھوٹی خبریں پہنچائیں- تم ایسے لوگوں کو دیکھتے ہو مگر تم میں ان کی حالت کا کچھ بھی احساس نہیں ہوتا- آخر ہمارے دوست سوچتے نہیں احمدی نمبر دس کے بدمعاش تو نہیں ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ وہ صبح و شام پولیس سے ملتے ہیں حالانکہ ان کا پولیس سے کوئی بھی تعلق نہیں اور نہ ہی سلسلہ کی طرف سے انہیں کسی عہدہ پر مقرر کیا گیا ہے کہ انہیں ملنے کی ضرورت ہو- ایسے لوگ محض جماعت کی مخالفت کے لئے جاسوسی کے فرائض انجام دینے کے لئے وہاں جاتے ہیں- اگر اصلاح غرض ہے تو پہلے اپنی اصلاح کیوں نہیں کرتے- اور پھر اس طریق سے اصلاح ہو کس طرح سکتی ہے- ان کا کام سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ رات اور دن یہی سوچتے رہیں کہ ہم کیا کیا جھوٹ بنائیں اور کس طرح پولیس کو جا کر خبر دیں- تم میں ایسے لوگ موجود ہیں مگر تمہیں کبھی خیال نہیں آتا کہ آخر ان لوگوں کی جائدادیں کہاں سے بن رہی ہیں آمد کا بظاہر کوئی ذریعہ نہیں- جن دنوں کام تھا اور آمد تھی ان دنوں تو جائدادیں بنی نہیں مگر جب کام نہیں رہا تو جائدادیں بنی شروع ہو گئیں- کوئی نہیں سوچتا کہ ان لوگوں کے پاس اتنا مال کہاں سے آ گیا کہ معاً آمد بند ہوئی اور ان کی جائدادیں بنی شروع ہو گئیں اور گذارہ بھی خوب چلتا رہا- اگر تم آنکھیں کھول کر دیکھو تو منافقوں کا پتہ لگانا کچھ بھی مشکل نہیں- اول تو منافق کی بڑی علامت یہ

ہے کہ وہ سلسلہ کے کاموں پر اعتراض کرے گا مگر اس زمانہ میں جو شخص اعتراض کرے وہ مخلص سمجھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے یہ قوم کی اصلاح کے لئے کہہ رہا ہے۔ حالانکہ وہ اعتراض انہی لوگوں کے پاس جاکر کرتا ہے جن کے سپرد اصلاح کا کام نہیں ہوتا۔ اگر واقعہ میں اس کے دل میں درد ہوتا اور اصلاح کا حقیقی خیال موجود ہوتا تو اسے چاہئے تھا کہ ان لوگوں کے پاس جاتا جو ذمہ دار ہیں اور جن کے سپرد نظام سلسلہ کا کام ہے مگر وہ ان کے پاس نہیں جاتا بلکہ اوروں کے پاس بیان کرتا ہے۔ جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس کی غرض محض فتنہ اور فساد ہے۔ اصلاح نہیں۔ کیا کوئی شخص ایسا ہو سکتا ہے جسے اپنے بچے سے شکایت ہو تو وہ ہر شخص کے پاس جاکر اس کی شکایت کرتا پھرے ایسا وہ کبھی نہیں کرے گا۔ مگر یہ منافق لوگ مجھ سے ایسی باتوں کا ذکر نہیں کرتے بلکہ اوروں کے پاس کرتے رہتے ہیں اور جب کہا جائے کہ کیوں اوپر بات نہیں پہنچاتے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں ان سے ڈر آتا ہے اور ان کا اتنا ادب ہے کہ ہم ان کے سامنے بات بھی نہیں کر سکتے۔ گویا خدا کا ادب نہیں رسول کا ادب نہیں اگر ادب ہے تو صرف میرا ہے کیونکہ جانتے ہیں خدا سامنے نہیں اور رسول فوت ہو چکا ہے۔ حی و قیوم خدا پر ایمان نہیں۔ رسول کا دل میں پاس نہیں۔ صرف میرا وجود درمیان میں رہ جاتا ہے۔ پس وہ مجھ سے ڈرتے ہیں مگر کسی ادب کی وجہ سے نہیں بلکہ سزا کے خوف سے۔ ورنہ ان کے دلوں میں نہ خدا کا خوف نہ رسول کا ادب ہے اور نہ ہی خلافت کا احترام ہے۔ ایک کے متعلق وہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا دوسرے کے متعلق سمجھتے ہیں کہ وہ دنیا میں ہے ہی نہیں۔ اس نے کیا کر لینا ہے۔ صرف خلافت کا وجود رہ جاتا ہے جس کی سزا سے انہیں خوف آتا ہے۔ پس میں اپنی جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ نہ صرف ہندوؤں، عیسائیوں اور سکھوں میں سے دشمن لوگوں کی خبر رکھا کریں بلکہ اندرونی دشمنوں کا بھی خیال رکھا کریں۔ وہ جب تک ان دشمنوں سے آگاہ نہیں رہیں گے کبھی ترقی نہیں کر سکتے۔ رسول کریم ﷺ کی یہ حالت تھی کہ آپؐ برابر دشمنوں کی خبریں منگایا کرتے تھے اور اس طرح ہوشیار اور چوکس رہتے تھے کہ اندرونی دشمن یعنی منافق بھی کہنے لگے هُوَ اُذُنٌ اس کا کام یہی ہے کہ ہر وقت لوگوں کی باتیں سنتا رہتا ہے جو بھی کہیں بات ہو اس کے پاس پہنچ جاتی ہے۔ ان لوگوں کے مونہہ چاہے یوں تعریف نہ کریں مگر ان کا یہ کہنا بھی تو صحابہؓ کی ہوشیاری اور رسول کریم ﷺ کی بیداری کی دلیل ہے۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا میں نے ایک خطبہ پڑھا تھا اس پر کسی نے مجھے ایک خط لکھا وہ دوست مخلص تھے اور ہیں۔ اس ضمن میں میں یہ

کہہ دینا چاہتا ہوں کہ گو میں نے ان کے نام کو چھپایا تھا مگر میں نے سنا ہے پھر بھی بعضوں کو پتہ لگ گیا ہے اس وجہ سے ضروری ہے کہ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی کہہ دوں کہ انہوں نے میرا جواب پہنچتے ہی صفائی کے ساتھ مجھ سے معافی مانگ لی ہے اور میں نے بھی معاف کر دیا ہے۔ خیر تو جب میرا خط ان کے خط کے جواب میں شائع ہوا تو ایسے ہی منافقوں میں سے ایک شخص برابر اس تلاش میں رہا کہ پتہ لگائے کہ یہ کون مولوی ہے جنہوں نے مجھے خط لکھا تھا اور آخر ایک دن ایڈیٹر الفضل سے کہنے لگا ہماری پارٹی میں سے تو کوئی ایسا شخص معلوم نہیں ہوتا۔ گویا وہی بات کہہ دی جو ایک جولاہے نے کہی تھی کہ "گٹھری اندر اور میں باہر" اور اس طرح تسلیم کر لیا کہ ان کی بھی ایک پارٹی ہے۔ وہ بات بہت اہم تھی اور اگرچہ میں سمجھتا ہوں لکھنے والے غلط فہمی میں مبتلاء ہو گئے تھے مگر بہرحال وہ غلطی تھی اور بہت بڑی غلطی میں نے ان کی تردید کی مگر وہ شخص کہنے لگا کہ ہمیں اپنی پارٹی میں سے تو کوئی شخص ایسا نظر نہیں آتا اور واقعی وہ اس پارٹی میں نہیں تھے صرف انہیں غلط فہمی ہوئی جس کی تردید ہو گئی۔ تو دراصل منافقوں کے کلام سے بھی اندازہ لگانے والے لگا سکتے ہیں اور وہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ لوگ مومن نہیں بلکہ منافق ہیں۔

پچھلے دنوں جب لوکل کمیٹی کے پریذیڈنٹ کا انتخاب ہوا تو ایسے ہی شخصوں میں سے ایک نے ایک دکان پر کہا کہ ہم تو حکم پر چلتے ہیں جس طرف اشارہ ہو گیا ہم چل پڑے۔ گویا اس کے کہنے کی غرض یہ تھی کہ پریذیڈنٹ کا انتخاب میرے اشارہ سے ہوا ہے حالانکہ مجھے علم ہی نہ تھا کہ پریذیڈنٹ کا اس وقت انتخاب ہونے والا ہے بعد میں مجھے پتہ لگا۔ مگر غرض اس کی یہ تھی کہ وہ ظاہر کرے کہ گویا میں دھڑے بندی میں شامل تھا اور میری اعانت اور اشارہ سے انتخاب ہوا۔ بظاہر یہ مخلصانہ فقرہ ہے کہ ہم تو ان کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں جس طرف انہوں نے اشارہ کیا ہم چل دیئے مگر دراصل اس فقرہ میں نہایت شرارت بھری ہوئی ہے جس کا مطلب صاف طور پر یہ ہے کہ خلیفہ بھی بے تعصب نہیں بلکہ وہ بھی دھڑے بندی کرتا ہے اور اشارہ کر دیتا ہے کہ فلاں کے حق میں رائے دینا۔ اس قسم کے منافق قادیان میں بھی رہتے ہیں اور باہر بھی۔ میں اپنی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں افسروں کو بھی اور کارکنوں کو بھی کہ وہ اس قسم کے منافقوں کا خیال رکھیں اور جلد تر ان کا بھانڈا پھوڑ دیا کریں۔ سلسلہ سے دشمنی ہو گی اگر ایسے لوگوں کا خیال نہ رکھا جائے اور ان کا مناسب انتظام نہ کیا جائے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ ایسے لوگوں کو جماعت سے علیحدہ کر دینے سے سلسلہ کو کبھی نقصان نہیں پہنچے گا بلکہ تم اگر ایک کو نکالو تو خدا اس کے بدلے ہزار آدمی سلسلہ میں

داخل کرے گا۔ آخر سلسلہ کی اشاعت کی ذمہ داری تو مجھ پر ہے میں کیوں نہیں ڈرتا مجھے کامل یقین ہے کہ اگر میں ایک شخص کو بھی جماعت سے نکالوں تو خدا اس کے بدلے سینکڑوں آدمی مجھے دے گا۔ میں دیکھتا ہوں کہ مستریوں کو جماعت سے نکالنے کے بعد جماعت نے اتنی جلد ترقی کی ہے کہ پچھلے سالوں میں ایسی ترقی نہیں ہوئی۔ پس تم میں سے ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ یوں سمجھے ہر جگہ اس کے دشمن ہیں اندرونی بھی اور بیرونی بھی۔ مگر میرا مطلب یہ نہیں کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی پر بدظنی کرے۔ مخلص شخص کی غلطی وقتی ہوتی ہے جو جوش کے وقت اس سے صادر ہوتی ہے۔ لیکن منافق آدمی ہمیشہ ایسی باتیں کرتا رہتا ہے اور پھر اس کا نام اتفاق رکھتا ہے۔ مخلص آدمی سے اگر کہا جائے کہ یہ باتیں ناظر اعلیٰ سے کہو یا خلیفہ وقت کے پاس جاکر کہہ دو تو وہ فوراً تسلیم کرے گا۔ مگر منافق کہے گا میں نہیں جاتا مجھے ڈر آتا ہے اور جس وقت کوئی شخص نظام سلسلہ کی تحقیر کرے اور اعلانیہ اعتراض کرے اور جب کہا جائے کہ ذمہ دار افسروں تک بات پہنچاؤ تو وہ کہے گا کہ مجھے ڈر آتا ہے تو فوراً سمجھ جاؤ کہ وہ منافق ہے۔ رسول کریم ﷺ نے منافق کی ایک یہ بھی علامت بیان فرمائی ہے کہ وہ دھوکا دیتا ہے۔ ورنہ خلیفہ چھوڑ اگر حق بات کہنے سے ایک نبی بھی ناراض ہو جائے تو ڈر کی بات نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس شخص کا خدا سے معاملہ ہوتا ہے لیکن اس کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ اگر میں وہاں جاؤں گا تو میرا جھوٹ کُھل جائے گا۔ جیسے لوگوں نے اگر کسی کو بیوقوف کہنا ہو تو کہا کرتے ہیں یہ تو بڑا بادشاہ ہے۔ اسی طرح منافق بھی الفاظ تو اس قسم کے استعمال کریں گے کہ ہمیں ڈر آتا ہے مگر دراصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنے جھوٹ کے افشاء سے ڈرتے ہیں۔ پس میں اپنی جماعت کو عموماً اور قادیان والوں کو خصوصاً توجہ دلاتا ہوں کہ ایسے لوگوں کی نگرانی رکھیں اور ان کی حرکات تاڑتے رہیں پھر مجھے بتائیں تا ایسے منافقوں کو جماعت سے نکال کر جماعت کو محفوظ کر دیا جائے کیونکہ وہ شخص جو ارتداد اختیار کرتا ہے یا جماعت سے بوجہ نفاق علیحدہ کر دیا جاتا ہے جب وہ ہماری جماعت سے نکل جائے تو ہمارے ساتھ اس کا تعلق کم ہو جاتا ہے اور پھر اس کا ضرر بھی کم ہو جاتا ہے۔

میں ان لوگوں کو بھی جو بغیر ضرورت کے پولیس کے لوگوں سے ملتے رہتے ہیں توجہ دلاتا ہوا کہتا ہوں کہ ہم انہیں اشتباہ کی نظروں سے دیکھنے پر مجبور ہیں کیونکہ ہمارے ملک کی پولیس کی حالت اتنی خراب اور ان کا طریق اتنا قابل اعتراض ہے کہ ان سے بلاوجہ ملنا عام طور پر اچھے نتیجے پیدا نہیں کرتا۔ باوجود اس کے کہ پولیس ملک میں امن قائم کرنے کے لئے مقرر ہے ہم دیکھتے ہیں

کہ اس کے ایک حصہ کے افعال فساد پیدا کرنے کے موجب ہوتے ہیں پولیس میں ایسے لوگ موجود ہیں اور خود پولیس کے اعلیٰ افسران اسے تسلیم کرتے ہیں- چنانچہ غالباً بہار کے انسپکٹر جنرل پولیس نے ایک موقع پر بیان کیا تھا کہ پولیس کے ادنیٰ کارکنوں میں سے وہ شاید ہی کسی پر اعتبار کرسکتے ہوں- اور گو ہم اس قدر وسیع ملامت نہ کرسکتے ہوں لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ پولیس کے ملازموں کا ایک حصہ ضرور ایسا ہے کہ ان کا کھانا' ان کا پینا' ان کا اوڑھنا' ان کا بچھونا جھوٹ اور افتراء اور دھوکا اور فریب اور رشوتیں لینا ہے- ایسے لوگوں کے اخلاق اس درجہ گرے ہوتے ہیں کہ وہ لوگ جو ان کے ساتھ ملنے والے ہوں اور ان کی صحبت میں حظ اٹھاتے ہوں وہ بھی اچھے اخلاق والے سمجھے نہیں جاسکتے-

اس میں شبہ نہیں کہ پولیس میں اچھے لوگ بھی ہوتے ہیں اور ایسے لوگ مسلمانوں میں سے بھی ہیں اور غیروں سے بھی' ہندوؤں سے بھی اور سکھوں سے بھی' اور انگریزوں میں سے تو بہت زیادہ کیونکہ انگریز قوم میں رشوت ستانی بہت کم پائی جاتی ہے یہی وجہ ان کی ترقی کی ہے- وہ بعض دفعہ سفارش کو منظور کرلیتے ہیں اور لحاظ بھی کرتے ہیں مگر رشوت لینے کی عادت ان میں بہت کم ہے- ہندوستانیوں میں رشوت لینے کی عادت بہت زیادہ ہے- انگریزوں میں اسی طرح جھوٹ بھی کم ہے اور اسی لئے وہاں کے مقدمات کی آسانی سے تحقیق ہو جاتی ہے- سرجان سائمن نے بھی کہا تھا کہ ہندوستان کے مقدمات میں اس قدر اینچ پیچ ہوتے ہیں کہ ہمیں حیرت آجاتی ہے- دراصل حکومت کی وجہ سے ان میں جھوٹ اور فریب بہت کم ہے بلکہ وہ بخوشی اپنے جرم کا اقبال کرتے ہیں- مگر ہمارے ملک میں اگر کسی کو ڈاکہ ڈالتے ہوئے بھی دیکھ لیا جائے تو وہ آگے سے یہی کہے گا یہ لوگ میرے دشمن ہیں اور مجھے پھنسانا چاہتے ہیں میں نے تو کوئی ڈاکہ نہیں ڈالا- تو ہمارے ملک کی پولیس کے ادنیٰ کارکنوں کا اکثر حصہ ایسا خراب اور گندہ ہے کہ ان کی صحبت میں بیٹھنا بھی انسان کو خراب کردیتا ہے- اور چونکہ پولیس چوکی بورڈنگ کی طرح ہوتی ہے جہاں سب لوگ مل جل کر رہتے ہیں اور وہ شخص جو شریف آدمیوں سے بھی ملنے کے لئے جائے بُروں کی صحبت سے محفوظ نہیں رہ سکتا اس لئے جو لوگ ان سے ملنے والے ہیں میں انہیں تنبیہ کرتا ہوں ایسا نہ ہو وہ بعد میں کہہ دیں کہ ہمارے اخلاص پر حملہ کیا گیا ہے یا بِلاوجہ ہمارے متعلق کارروائی کی گئی ہے- اور پھر قادیان کی پولیس تو ہماری جماعت کے خلاف رہتی ہے- خود میرے سامنے ایک آفیسر نے ایسی باتیں کیں جن سے مجھے یقین ہوتا ہے کہ وہ جماعت کے متعلق صاف دل نہیں رکھتا اور اگر

اس سے جماعت یا اس کے بعض افراد کو نقصان پہنچے تو یہ قابل تعجب بات نہ ہوگی۔ پس ایسی حالت میں جب کہ قادیان کی پولیس خود ہماری جماعت کے خلاف ہے جماعت کو زیادہ احتیاط اور بیداری کی ضرورت ہے۔ آخر ملنے کی تمہیں ضرورت کیا ہے۔ اگر تمہیں اپنی جان کا خطرہ ہے تو مومنوں کو یہ خطرہ تو کبھی دبا ہی نہیں سکتا۔ دیکھ لو کانگریس والوں نے جس دن اپنے دل سے ڈر نکال دیا اسی دن سے حکومت ان سے ڈرنے لگ گئی۔ اسی طرح تم بھی جس دن کہو گے کہ اگر ہمیں جیل خانے لے جانا چاہتے ہو تو بے شک لے جاؤ ہم اپنے مقصد سے پیچھے نہیں ہٹیں گے تو سمجھ لو اسی دن دشمنوں کی جرأتیں پست ہو جائیں گی اور وہ یقیناً تم سے ڈرنے لگیں گے۔ جب تک تم اپنے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پڑنے سے ڈرتے ہو جیل خانے جانے سے گھبراتے ہو اور ڈرتے رہتے ہو کہ ہمیں کہیں نقصان نہ پہنچ جائے اس وقت تک کبھی ترقی نہیں کر سکتے۔ اور اگر تم جھوٹے الزاموں میں گرفتار کئے جاتے ہو اور بلا قصور مبتلائے آلام بنائے جاتے ہو تو ان مصائب کو آنے دو اور خوشی سے انہیں برداشت کرو کیونکہ تمہیں جو بھی نقصان پہنچے گا اس کا بدلہ تمہیں اللہ تعالیٰ دے گا اور اصل عزت تو وہی ہے جو جھوٹا الزام آنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور بڑھتی ہے دنیا کی عزتیں کیا ہیں۔ کچھ بھی نہیں۔ پس ایسی تمام اقسام کے لوگ خواہ وہ کسی رنگ میں منافقت کر رہے ہوں ان کا خیال رکھنا چاہئے اور ذمہ دار افسروں کو اطلاع دینی چاہئے تا وہ تحقیق کے بعد مجھے اطلاع دیں اور ایسے لوگوں کو جماعت سے خارج کر دیا جائے۔ آخر دنیا میں جھوٹے بھی ہیں' فاسق بھی' فاجر بھی ہیں اور کافر بھی' ہم کوئی ٹھیکیدار نہیں کہ سب کا خیال رکھیں۔ جس دن ایک شخص ہم سے علیحدہ ہو جائے پھر وہ جو چاہے کرے ہم اس سے بری الذمہ ہوں گے۔ لیکن اگر تم ہوشیاری سے کام نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ کو ناراض کر لو گے اور خدا کہے گا میں نے اس بندے کو دل اور دماغ دیا تھا عقل دی تھی مگر اس نے کچھ نہ سوچا نہ سمجھا۔ پس اپنے کانوں کو کھول کر رکھو۔ اور ہر شخص کی جو منافقت کرتا ہے نگرانی کرو اور مجھے ایسے لوگوں کی اطلاع دو۔ مگر اطلاع دے کر اصلاح کی کوشش کرو۔ اب اکثر یوں ہوتا ہے کہ ایک مجرم اور منافق کو ایک قصور پر جب ملامت کی جاتی ہے تو وہ دس آدمیوں کے سامنے کہہ دیتا ہے کہ میں معافی مانگتا ہوں حالانکہ وہ نو دفعہ اسی قصور کا ارتکاب کر چکا ہوتا ہے۔ اگر وہ لوگ سلسلہ کے کارکنوں کو ایسی اطلاعات پہنچا دیتے تو جس وقت تیسری یا چوتھی بار ایسے شخص کے متعلق خبر پہنچتی تو ذمہ دار افسر اس کا مناسب انتظام کر سکتے مگر اب جس وقت کوئی منافق اس قسم کی بات کرتا ہے تو سننے والے سمجھتے ہیں یہ پہلی دفعہ ایسی بات

کر رہا ہے اس لئے یہ درگذر کے قابل ہے۔ حالانکہ وہ اس سے پہلے کئی مرتبہ اور کئی جگہوں میں ایسی بات کہہ چکا ہوتا ہے۔ پس نقص یہ ہے کہ ایسی خبریں اپنی ذات تک محدود رکھی جاتی ہیں اور ان لوگوں تک نہیں پہنچائی جاتیں جو مناسب انتظام کرسکتے ہوں۔ تو منافق کی نگرانی رکھنا اور اس کی خبر افسران متعلقہ کو پہنچانا اہم فرائض میں سے ہے۔ اسی طرح باہر کے دشمن ہیں ان کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔

میں لوکل کمیٹی کے کارکنوں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ وہ خاص طور پر حالات کا مطالعہ کرتے رہیں اور جہاں اپنے آدمیوں میں سے کمزوروں کے اعمال کا خیال رکھیں وہاں پولیس کے مقامی کارکنوں کے کاموں کا خیال بھی رکھیں اور اگر قابل اعتراض بات دیکھیں تو اسے فوراً ضلع کے حکام کے نوٹس میں لائیں اور ضروری ہو تو محکمہ امور خارجہ کی معرفت اوپر کے حکام کے سامنے بھی لائیں لیکن صداقت کو ہاتھ سے کبھی نہ چھوڑیں اور بِلاوجہ کسی سے دشمنی نہ کریں۔ اور اگر دیکھیں کہ کسی شخص کے متعلق غلط اطلاع ملی ہے تو غلطی کی اصلاح کردیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہر محکمہ میں اچھے بھی آدمی ہوتے ہیں اور برے بھی۔ پس جہاں برے آدمیوں کے شر سے بچیں وہاں اچھے آدمیوں کے کام کی قدر بھی کریں۔ اور اگر کوئی ایسا شخص جس سے جماعت کو شکوہ ہو اپنی اصلاح کرلے تو چاہئے کہ جماعت بھی اس کے متعلق اپنا رویہ بدل لے اور کینہ سے کام نہ لے کہ کینہ ور آدمی اللہ تعالیٰ کا مقبول نہیں ہو سکتا۔

میں اپنے مخالفوں سے بھی کہتا ہوں کہ خواہ وہ ہندو ہوں یا سکھ ہوں یا مسیحی انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ گو ہم کمزور ہیں لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک منظم جماعت ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ اگر ستایا جائے تو ایک چیونٹی بھی ایسا کاٹتی ہے کہ سوتے ہوئے کو بیدار کردیتی ہے۔ اور اس لحاظ سے اگر ہم چیونٹی کی طرح بھی کمزور ہوں تب بھی ہم اپنی جماعت کی حفاظت کے لئے وہ کچھ کرسکتے ہیں کہ جو دوسروں کے لئے تکلیف کا موجب ہو۔ پس بِلاوجہ ہماری مخالفت کے طریق سے انہیں باز رہنا چاہئے۔ اور یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ گو ہم چیونٹیوں کی طرح کمزور ہیں لیکن ہم اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں شیروں کے قائم مقام بنایا ہے۔ جو احمدی اس حقیقت کو نہ سمجھتا ہو وہ چاہے کمزوری دکھائے مگر جو شخص حقیقی طور پر سمجھتا ہے کہ وہ شیروں کے قائم مقام ہے وہ کبھی بزدلی نہیں دکھاتا اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہوتی ہے اور وہ کسی تکلیف یا ذلت یا نقصان کی پرواہ نہیں کرتا۔ اگر وہ خدا کے لئے جیل جاتا ہے تو اسے آزادی

خیال کرتا ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچے تو راحت خیال کرتا ہے۔ اگر وہ مارا جائے تو اسے حقیقی زندگی سمجھتا ہے۔ سوچو تو سہی کہ کیا تکلیفیں یوں نہیں آتیں پھر ان تکلیفوں سے انسان کیوں ڈرے جو خدا تعالیٰ کے لئے اسے برداشت کرنی پڑیں۔ پس تکلیفوں کے آنے سے کبھی مت گھبراؤ اور مشکلات کی پرواہ نہ کرو۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کے ماتحت ایک مصیبت آتی ہے تو خوشی سے برداشت کرو۔ پس ڈرو نہیں بلکہ ہوشیار رہو اور دشمنوں کی خبر رکھو۔ بیرونی دشمنوں کی بھی خبر رکھنی چاہئے اور اندرونی منافقوں کی بھی نگرانی کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

(الفضل ۹۔ جون ۱۹۳۱ء)

۱؎ التوبۃ: ۶۱